

فقہ حنفی کی جامعیت
اور
پاکستان میں اس کا نفاذ



حافظ محمد شکیل اوج

فقہ حنفی کی جامعیت
اور
پاکستان میں اس کا نفاذ



حافظ محمد شکیل اورج

تذکرہ اہل انجمن

مقالہ بعنوان	فقہ حنفی کی جامعیت اور پاکستان
میں اس کا نفاذ	
تحریر	حافظ محمد شکیل آوج
کتابت	قاری محمد اسلم / رئیس نذیر
پروف ریڈنگ	محمد عرفان عرفی
تعداد	دو ہزار
ہدیہ	ادوقف برائے شعبہ نشر و اشاعت
شائع کردہ	شعبہ نشر و اشاعت جامع مسجد فاروقی
	شاہ فیصل کالونی ۳، کراچی ۷۵۰۰۰
بار اول	اپریل ۱۹۸۰ء

(مشہورہ آفسٹ پریس کراچی)

انتساب

قابلِ صدا احترام
مفکر و مدبر، دانشور و مصنف، ماہرِ تعلیم و قانون،
استاذِ الاساتذہ پروفیسر محمد خلیل اللہ

کے نام

جن کی شخصیت علم و فضل اور سعی و عمل کا ایک دلاویز مجموعہ ہے۔
وہ محنت، سخت محنت اور مسلسل محنت کا ہمہ جہتی پیکر ہیں۔
وفاقی گورنمنٹ اردو کالج کے پرنسپل ہیں۔

بورڈ آف گورنرز کے سیکریٹری ہیں۔

اور جامعہ کراچی میں فیکلٹی آف لاء کے ڈین ہیں۔

خدا ان کا سایہ عاطفت تادیر صحت و عافیت کے ساتھ قائم
و دائم رکھے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لو كان العلم عند الثريا لتناولهم رجال من

ابناء فارس (بخاری و مسلم)

”علم اگر ثریا کے پاس بھی ہو گا تو اُسے اہل فارس
میں سے کچھ لوگ ضرور پالیں گے۔“

شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ یقین کے ساتھ فرمایا
کرتے تھے کہ اس حدیث کے اولین مصداق صرف امام اعظم
ابو حنیفہ ہیں۔ کیونکہ آپ کے زمانے میں اہل فارس میں
کوئی شخص بھی آپ کے علمی مقام کو نہ پاسکا

محوالہ

الخیرات الحسان فی مناقب النعمان

تصنیف

مفتی حجاز مشیخ شہاب ابن حجر مکی

نوٹ

یہ مقالہ ۱۹۸۵ء کو دارالعلوم امجدیہ کراچی کی جانب سے منعقدہ امام اعظم کانفرنس کے موقع پر ہوٹل جبیس میں پڑھا گیا۔ جو افادہ عام کے لئے شائع کیا جا رہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین
محدث متن

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فقہ حنفی کی جامعیت پر کچھ عرض کرنے سے قبل تمہیداً یہ کہوں گا کہ دستورِ اسلامی کے پہلے باضابطہ مدون و مرتب امام اعظم ابو حنیفہ تسلیم کیے جاتے ہیں۔ البتہ ابھی تک کوئی ایسی تاریخی شہادت نہیں مل سکی ہے کہ جسے ان کی تدوینِ فقہ کا نقطہ آغاز کہا جاسکے۔ ویسے اس ضمن میں ایک دلچسپ واقعہ ضرور بیان کیا جاتا ہے:-

وواقعہ تدوینِ فقہ

وہ یہ کہ دو شخص حمام میں نہانے گئے اور حمامی کے پاس کچھ سامان رکھوایا۔ ایک اُن میں سے

نہا کے نکلا اور حمامی سے اپنا سامان مانگا۔ اس نے دے دیا۔ یہ لیکر چلا گیا۔ دوسرا حمام سے باہر آیا اور سامان مانگا تو اس نے اعتذار کیا کہ میں

نے تمہارا سامان بھی اُس کے حوالے کر دیا ہے۔ اس پر اس نے عدالت میں استغاثہ کیا۔ قاضی وقت نے حامی کو مجرم ٹھہرایا کہ جب دونوں نے بلکرتیرے پاس امانت رکھوائی تھی تو تجھ پر لازم تھا کہ دونوں کی موجودگی میں واپس کرتا۔ حامی گھبرایا ہوا امام ابوحنیفہ کے پاس آیا۔ امام صاحب نے کہا کہ ”تم اس سے جا کر کہو کہ میں تمہاری امانت ادا کرنے کو تیار ہوں۔ لیکن قاعدے کے مطابق تنہا تم کو نہیں دے سکتا۔ اپنے ساتھی کو ساتھ لاؤ تو لے جاؤ۔“ یہ وہ واقعہ ہے کہ جس نے امام ابوحنیفہ کے دل میں فقہ کی تدوین کا خیال پیدا کیا اور پھر انہوں نے اُس کی ترتیب و تدوین شروع کر دی۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ امام ابوحنیفہ کو تدوین فقہ کا خیال تقریباً ۲۰ سالہ ہجری میں آیا۔ یعنی جب ان کے استاد امام حماد نے رحلت فرمائی۔ واضح ہو کہ یہ وہ زمانہ تھا کہ اسلام کی قلمرو میں بے شمار بلاد و امصار آچکے تھے۔ اس لیے نت نئے مسائل و افکار کا پیدا ہونا ناگزیر تھا۔ لہذا من حیث المجموع ایک مرتبہ مجموعہ قانون کی ضرورت شدت سے محسوس کی جانے لگی۔ چنانچہ امام صاحب نے نہ صرف اپنے عہد کی بلکہ آنے والے عہد کی ضرورتوں کا بھی ٹھیک ٹھیک اندازہ کیا اور قانون اسلامی کو مدون کرنا

شروع کر دیا یہی وجہ ہے کہ قانون سازی کی تاریخ میں امام ابوحنیفہ کا نام
سب سے بالا نظر آتا ہے۔

مجلس تدوین فقہ | تدوین فقہ کے لیے امام صاحب نے
جو مجلس قانون قائم کی، وہ اپنے

عہد کے چالیس ماہرین پر مشتمل تھی، جبکہ امام ابوحنیفہ کے درس و تدریس
کا دائرہ اس قدر وسیع و عریض تھا کہ حاکم وقت کی حدود مملکت اس
سے زیادہ وسیع نہ تھی۔ حافظ ابوالحسن شافعی نے نو سو اٹھارہ افراد
بقید نام و نسب بیان کیے ہیں، جو امام صاحب کے حلقہ درس سے
مستفید ہوئے تھے۔ اس سے بہ آسانی یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ
ہزاروں اصحاب علم و فن میں سے جو چالیس ماہرین منتخب کیے گئے تھے،
وہ کس مقام اور مرتبے کے حامل تھے! بلاشبہ بقول شبلی ”امام صاحب
کے بعض شاگرد، خصوصاً قاضی ابویوسف و امام محمد اس رتبے کے حامل
تھے کہ اگر امام ابوحنیفہ کی تبعیت سے الگ ہو کر مستقل اجتہاد کا دعویٰ
کرتے تو ان کا جدا طریقہ قائم ہو جاتا اور امام مالک و امام شافعی کی طرح
ان کے بھی ہزاروں لاکھوں مُقلد بن جاتے۔“

یہ وہ انمٹ حقیقت ہے کہ جس کا اظہار اس مشہور واقعے سے
بھی ہوتا ہے کہ جب مشہور محدث و کعب بن جراح کے پاس چند اہل قسطنطنیہ

جمع تھے تو کسی نے کہا کہ اس مسئلہ میں ابو حنیفہ نے غلطی کی ہے۔
 وکیع بولے کہ ابو حنیفہ کیونکر غلطی کر سکتے ہیں کہ ان کے اصحاب میں
 ابو یوسفؒ، زفرؒ اور محمدؒ جیسے ماہرین اجتہاد یحییٰ بن زکریا، حفص بن غیاثؒ
 جان اور مہندل جیسے ماہرین حدیث، قاسم بن معن جیسے ماہر لغت اور
 داؤد بن طائی اور فضیل بن عیاض جیسے ماہرین تصوف شامل ہیں تو جس
 کے رفقاء گرامی ایسے عظیم و جلیل رتبے کے حامل ہوں، وہ کب اور
 کیسے غلطی کر سکتا ہے؟ کیونکہ یہ وہ اصحاب ہیں کہ غلطی کی صورت میں
 ایک دوسرے کو حق کی طرف پلٹانے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کرتے۔

فقہ حنفی کی جامعیت کا بنیادی سبب

مجلس قانون ساز

امام صاحب کی مجلس قانون ساز میں ایک خصوصی مجلس قانون ساز اور
 بھی تھی جو انہی میں سے تقریباً دس ارکان پر مشتمل تھی۔ بہر کیف یہ امر
 سب پر روشن ہے کہ امام صاحب نے تدوین فقہ کی بنیاد مجرد اپنے علم ذاتی
 پر نہیں بلکہ مجلس قانون ساز کے جمہوری و اتفاقی فیصلوں پر رکھی، اس امر

کوفۃ حنفی کی جامعیت کا بنیادی سبب قرار دیا جاسکتا ہے۔

دوسرا سبب

دوسرے یہ کہ مجلس قانون ساز چونکہ کوفہ میں قائم ہوئی، چنانچہ یہ امر بھی فقہ حنفی کی جامعیت کا سبب بنا۔ کیونکہ کوفہ ایک ایسا شہر تھا کہ جہاں عربی و عجمی ہر دو طرح کے تمدن آباد تھے برخلاف امصار عرب کے کہ وہاں کا تمدن خالصتاً عربی نیز کسی قدر سادہ تھا جبکہ یہاں متنوع اقسام کے مسائل و انکار روزِ جنم لیتے تھے اور ویسے بھی ایک قانون ساز کے لئے ضروری ہے کہ وہ دنیا کو بدلتے ہوئے حالات میں دیکھے تاکہ وہ آئندہ پیش آنے والے نت نئے مسائل کو جلد سمجھ سکے چنانچہ امام صاحب نے دنیا کے بدلتے ہوئے حالات اور لوگوں کے تمدن کا جتنا مطالعہ کوفہ میں رہ کر کیا، شاید اتنا مطالعہ کسی اور شہر میں نہ ہو پاتا جیسا کہ اس کی وجہ اوپر مذکور ہوئی۔

یہ کیسا عجیب اتفاق ہے کہ کم و بیش تیس سال کے عرصے میں جس طرح عالم کائنات

تکمیل تدوین فقہ

کو کتاب اللہ کی صورت میں ایک عالمی دستور عنایت ہوا اسی طرح

فقہ حنفی بھی کم و بیش تیس سال کے عرصے میں مکمل ہو کر امت مسلمہ کے ہاتھوں میں پہنچا، جو تقریباً تراشی ہزار دفعات پر مشتمل تھا۔ جس میں اڑتیس ہزار مسائل عبادات سے متعلق تھے۔ باقی پینالیس ہزار مسائل کا تعلق معاملات و عقوبات سے تھا۔ یہ فقہ اگرچہ تیس سال کی مدت میں مدون ہو چکا تھا مگر حسب اقتضاء و ضرورت اس میں اضافہ بھی ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ اس مجموعے کی تعداد کئی لاکھ مسائل پر محیط ہو گئی۔ فقہ حنفی میں ضروری اضافوں کا ثبوت "جامع المسانید" میں مذکور عبداللہ بن مبارک کے اس قول سے پیش کیا جاسکتا ہے کہ "میں نے امام صاحب کی کتابوں کو متعدد بار لکھا ہے، ان میں اضافہ بھی ہوتا رہا، میں ان اضافوں کو بھی لکھتا تھا۔"

امام صاحب کا یہ وہ مدون قانون تھا، جو اُس وقت کے تمام مفتیوں اور والیوں کے کام آیا۔

تنفیذ فقہ حنفی

عہد التوں میں اسے سرکاری حیثیت دی گئی اور معاملات و مسائل کے تمام فیصلے اسی کے مطابق ہونے لگے۔ یہ فقہ نہایت سرعت و تعجیل سے مختلف ممالک میں پھیل گیا۔ البتہ عرب میں یہ رواج نہ پاسکا کیونکہ وہاں فقہ مالکی کو فروغ دیا جا رہا تھا۔ مگر عرب کے سوا، دیگر اقطار و بلاد میں فقہ حنفی ہی نافذ ہوا۔ بلکہ ہندوستان، افغانستان اور سندھ وغیرہ میں تو امام ابوحنیفہ کی مقبولیت کا یہ عالم تھا اور ہے کہ ان کے اجتہاد کے سوا کسی

اور کا اجتہاد تسلیم ہی نہیں کیا جاتا۔ گو دوسرے ملکوں میں فقہ شافعی اور فقہ حنبلی کی تنفیذ ہوئی مگر وہاں بھی فقہ حنفی کو دبایا نہیں جاسکا اور اسے بھی عطیہ ربانی سمجھے کہ زمام سلطنت جن لوگوں کے ہاتھ میں رہی وہ اکثر فقہ حنفی کے پیرو تھے۔ خاندان عباسیہ کے علاوہ خاندان سلجوقی بھی فقہ حنفی کا پیرو تھا کہ جس نے ایک طویل مدت تک کار حکمرانی انجام دیئے یونہی محمود غزنوی بھی فقہ حنفی کا پیرو تھا۔ نہ صرف پیرو بلکہ اس فقہ کا بہت بڑا عالم بھی۔ فن فقہ میں اس کی ایک کتاب بھی موجود ہے، جس کا نام ”التفرید“ ہے۔ اس میں ساٹھ ہزار کے قریب مسئلے بیان کیے گئے ہیں۔ اوزنگ زیب عالمگیر بھی فقہ حنفی کا مقلد تھا۔ اُس نے اپنے عہد کے نامور علماء اکھٹے کیے جنہوں نے فقہ حنفی کے مسائل و احکام ————— ”فتاویٰ عالمگیری“ کے نام سے مرتب کیے اور جسے بعد میں قانونِ ملکی کی صورت میں نافذ کیا گیا۔ یہ فقہ جن کتابوں میں موجود تھا، اُن کا سرسری سے تعارف نہایت ضروری ہے۔

صاحبِ ستہ فی الفقہ

اس کتاب میں امام محمد نے امام ابو یوسف کی روایت سے امام اعظم ابو حنیفہ کے اقوال

(۱) جامع الصغیر

نقل کیے ہیں، جس میں مسائل کی تعداد پانچ سو تینس ^{۵۲۳} ہے۔ جن میں ایک سو ستر مسائل سے امام محمد نے اختلاف بھی کیا ہے۔ اس کتاب کی تقریباً چالیس شرحیں لکھی گئی ہیں۔

یہ کتاب بھی ”جامع الصغیر“ کی طرح ہے مگر اس میں مسائل زیادہ ہیں اور امام ابو حنیفہ کے اقوال

(۲) جامع الکبیر

کے علاوہ امام ابو یوسف اور امام زفر کے اقوال بھی موجود ہیں۔ نیز ہر مسئلہ کی دلیل موجود ہے۔ بعد کے فقہاء نے اصول فقہ کے مسائل اسی کتاب سے اخذ کیے ہیں۔ یہ مشہور واقعہ ہے کہ اسے پڑھ کر ایک نصرانی مسلمان ہو گیا تھا، اُس کا قول تھا کہ جب مسلمانوں کے چھوٹے محمدؐ کا یہ حال ہے تو بڑے محمدؐ کا کیا حال ہوگا!

یہ کتاب احکام جہاد، اُن کے جائز و ناجائز مسائل، صلح و تقضِ مصالح کے احکام،

(۳) السیر الصغیر

احکام امان، احکام غنائم، فدیہ و غلامی کے احکام، حرب و پیکار میں پیش آنے والے مسائل اور اُن کے نتائج کی تفصیلات پر مشتمل ہے۔

اس کا سبب تالیف یہ ہے کہ شام کے مشہور عالم امام عبدالرحمن بن اوزاعی نے

(۴) السیر الکبیر

امام محمدؐ کی ”السیر الصغیر“ دیکھی تو پوچھا ”یہ کتاب کس کی ہے؟“ جواب

بلا محمد عراقی کی۔ اس پر امام اوزاعی نے کہا کہ ”اہل عراق کو ایسی کتاب کی تصنیف سے کیا تعلق؟ کیونکہ سیر و مغازی کے جاننے والے صحابہ تو شام و حجاز میں اقامت پذیر ہوئے نہ کہ عراق میں، کیونکہ عراق تو بعد میں فتح ہوا۔“ امام محمد نے جب یہ سنا تو اسی موضوع پر ایک سو ساٹھ اجزاء پر مشتمل یہ کتاب لکھ ڈالی۔ جب امام اوزاعی نے یہ کتاب ملاحظہ کی تو فرمایا ”اگر اس کتاب میں احادیث نہ ہوتیں تو میں اسے ان کا اپنا وضع کردہ علم سمجھتا۔ بلاشبہ سچ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ:۔ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ

اس میں امام محمد نے ایسے ہزاروں مسائل جمع کیے

(۵) مبسوط

ہیں جن کا امام ابو حنیفہ نے جواب دیا ہے۔ نیز وہ۔

مسائل بھی ہیں جن میں امام ابو یوسف اور امام محمد نے اختلاف کیا ہے۔

اس میں وہ مسائل درج کیے گئے ہیں جو سابقہ

(۶) زیادات

کتب میں شامل نہ ہو سکے تھے۔ اس کتاب کو

فقہ حنفی میں ”متفرقات“ کا عنوان دیا جاسکتا ہے۔

یہ کتابیں فقہ حنفی کی اصل سمجھی جاتی ہیں، انہیں کتب

ظاہر الروایہ بھی کہا جاتا ہے۔

فقہ حنفی کی جامعیت کا تیسرا سبب

فقہ حنفی کی یہ خوبی بھی اس کی جامعیت پر دلیل قرار دی جاسکتی ہے کہ وہ شریعی اور غیر شریعی امور میں خط امتیاز کھینچتا ہے۔ کیونکہ آنحضرتؐ کے اقوال و افعال، جو سلسلہ روایت سے منضبط کیے گئے تھے، ان میں سے بہت سے امور ایسے تھے کہ جنہیں منصب رسالت سے وہ علاقہ نہ تھا جو بیان کیا جاتا یا سمجھا جاتا تھا مگر چونکہ بطور اصطلاح ان سب اقوال و افعال پر حدیث کا اطلاق ہوتا تھا، اس لئے اس لفظ سے لوگوں نے دھوکہ کھایا اور غیر شریعی امور کو شرعی حیثیت پر محمول کرتے ہوئے فقہی مسائل و احکام کا استنباط شروع کر دیا۔

تشریعی و غیر تشریعی امور کی وضاحت

اسی بات کو
دوسرے لفظوں

میں یوں کہیے کہ آنحضرتؐ سے جو کچھ روایت کیا گیا تھا، وہ دو حصوں میں منقسم تھا۔ پہلی قسم ان روایات پر مشتمل تھی، جس کی سند قرآن پاک کی یہ آیت ہے: مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا یعنی پیغمبر اسلام علیہ السلام جو حکم تمہیں دے دیں اُسے پورا کرو اور جس

امر سے روک دیں، اُس سے باز رہو۔ ” اور دوسری قسم ان روایات
 پر مشتمل تھی جس کی سند آنحضرت کی یہ حدیث ہے۔ اِنما انا بشر انا
 امرتکم بشیء من دینکم فخذوه وانا امرتکم بشیء من رایی
 فانما انا بشر یعنی ”میں ایک انسان ہوں جب میں کوئی دینی حکم دوں
 تو اُسے پورا کرو اور جب میں اپنی رائے سے کوئی بات کہوں تو میں ایک
 بشر ہوں۔“ اس حدیث میں آنحضرتؐ کا اپنی رائے سے کچھ کہنے پر
 اُسے بعینہم پورا کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ اس فرمان سے یہ امر صاف
 مترشح ہے کہ آپؐ کا ہر فرمان تشریعی نوعیت کا حال نہیں۔ اب
 سوال یہ پیدا ہوتا ہے، پھر وہ کونسے اقوال و افعال ہیں جنہیں غیر تشریعی
 سمجھا جائے تو جواباً عرض کروں گا کہ غیر تشریعی امور میں آنحضرتؐ کے وہ
 تمام اقوال و افعال داخل ہیں جو اُن سے عادتاً سرزد ہوئے نہ کہ عبادتاً
 اور اتفاقاً واقع ہوئے نہ کہ قصداً۔ اور اس قسم میں وہ احادیث شامل
 ہیں جو آپؐ نے اپنی قوم کے گمان کے مطابق بیان فرمائیں۔ مثلاً
 اُم زرع کی حدیث اور خزانہ کی حدیث وغیرہ۔ اور اس قسم میں وہ امور
 بھی داخل ہیں کہ جو آپؐ نے کسی مصلحت کے موافق اختیار فرمائے۔
 مثلاً یہ حکم کہ جہاد میں جو شخص جس کافر کو قتل کرے وہ اُس کے ہتھیار
 کا مالک سمجھا جائے گا وغیرہ۔

غیر تشریحی امور کی تصدیق آثارِ صحابہ سے | آنحضرتؐ کے
غیر تشریحی

امور کی تصدیق آثارِ صحابہ سے بھی ہوتی ہے۔ دلیل کے طور پر چند
مثالیں ملاحظہ ہوں۔

اول یہ کہ حضرت عمرؓ کے آغازِ خلافت تک صاحبِ اولاد لونڈیوں
کی خرید و فروخت ہوتی تھی۔ آپؐ نے اس خرید و فروخت کو قانوناً منع
فرما دیا۔

دوم یہ کہ آنحضرتؐ نے غزوہ تبوک کے موقع پر ذمیوں پر جو چیز
مقرر فرمایا تھا وہ فی کس ایک دینار تھا۔ حضرت عمرؓ نے ایران میں کسی اور
حساب سے شرح مقرر کی۔

سوم یہ کہ آنحضرتؐ جب مالِ غنیمت تقسیم فرماتے تو اپنے عزیزو
اقارب کو اس میں شامل فرمایتے تھے۔ مگر خلفائے راشدین میں سے
کسی نے بھی، حتیٰ کہ حضرت علیؓ نے بھی ہاشمیوں کو کبھی حصہ
نہیں دیا۔

چہارم یہ کہ آنحضرتؐ کے زمانے میں بلکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے
عہد تک طلاق ثلاثہ، واحد طلاق تصور ہوتی تھی۔ حضرت عمرؓ نے اپنے
عہدِ خلافت میں طلاق ثلاثہ کو بائن تصور کیا۔

پنجم یہ کہ آنحضرتؐ کے عہد میں شرابیوں کی سزا میں کوئی خاص حد مقرر نہ تھی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس کی حد چالیس دُرّے مقرر کی۔ مگر حضرت عمرؓ نے ان دُرّوں کی تعداد چالیس سے بڑھا کر اسی کر دی۔ بہر کیف ثابت یہ کرنا مقصود ہے کہ خلفائے راشدین بھی تشریعی و غیر تشریعی امور میں فرق کرتے تھے وگرنہ لازم آئے گا کہ انہیں آنحضرتؐ کے تشریعی احکام کا عیاداً باللہ مخالف سمجھا جائے اور یہ قطعی ناممکن ہے۔ یہی وہ سبب ہے جس نے امام ابوحنیفہ کو غسل، جمعہ، خروج النساء الی العیدین، نفاذ طلاق، تعیین جزیرہ، تشخیص خراج، تقسیم غنائم وغیرہ سے متعلق احادیث کو غیر تشریعی احکام میں شامل کرنے پر مجبور کیا، برخلاف امام شافعی کے، کہ جنہوں نے ان احادیث کو تشریعی احکام میں شامل کیا ہے۔

پہنچا سبب

احادیث رسول اور طریق فکر و نظر کے عین مطابق ہونا

فقہ حنفی کا یہ پہلو بھی اس کی جامعیت کی دلیل ہے کہ وہ تمام احکام شریعت کو مبنی بر مصلحت و حکمت سمجھتا ہے۔ احکام شرعیہ کے ذیل میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اہل اسلام کا ایک گروہ احکام شریعت کو

تبعذی سمجھتا تھا۔ یعنی سیئات کو صرف اس لیے ناپسند کرتا تھا کہ شریعت نے ان کے ارتکاب سے روکا ہے اور حسنات کو صرف اس لیے پسند کرتا تھا کہ شریعت نے ان کا حکم دیا ہے اور بس۔ یعنی وہ ان امورِ حسنہ و سیئہ میں فی نفسہ کوئی اچھائی یا برائی مضمحل نہیں سمجھتا تھا، جبکہ دوسرا گروہ احکامِ شریعت کو مبنی بر مصالح و اسرار تصور کرتا تھا۔ قطع نظر اس کے کہ وہ مصالح و اسرار لوگوں کی سمجھ میں آسکیں یا نہ، لیکن درحقیقت وہ احکام، مصالح و اسرار سے خالی تصور نہ ہوتے تھے۔ جیسا کہ نماز کی مصلحت و حکمت خود اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی کہ تَنْفَعُنِي مِنَ الْخَبَثِ وَالْمُسْكَرِ اور روزے کی غرض و غایت یہ ارشاد فرمائی کہ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ وغیرہ تو اسی طرح دیگر احکامِ شریعت کے متعلق بھی قرآن و حدیث میں جابجا اشارات ملتے ہیں کہ جس میں ان احکام کی غرض و غایت اور حکمت و مصلحت پر پوری طرح روشنی پڑتی ہے۔ امام ابوحنیفہ کا تعلق اسی دوسرے گروہ سے تھا۔ یہی وجہ ہے کہ فقہ حنفی نسبتاً دیگر فقہوں کے زیادہ قریب الفہم اور مطابق عقل و دانش ہے۔ مشہور محدث اور مجتہد امام طحاوی نے اس موضوع پر ایک کتاب بھی تصنیف کی ہے جو شرح معانی الآثار کے نام سے مشہور ہے۔ انہوں نے بیشتر مسائل کی نسبت پر زور دلائل سے ثابت کیا ہے کہ

فقہ حنفی، احادیث رسول اور طریق فکر و نظر دونوں کے عین مطابق ہے۔

فقہ حنفی کی جامعیت کا پانچواں سبب

فقہ حنفی کی جامعیت کا ایک پہلو اس کا آسان اور سیرالتعمیل ہونا بھی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر آیا ہے کہ ”اللہ تم لوگوں پر آسانی چاہتا ہے، تنگی نہیں چاہتا“ اور آنحضرت کا قول بھی ہے کہ ”میں آسان شریعت لیکر آیا ہوں۔“ بعینہ فقہ حنفی بھی اپنے دامن احکام و مسائل میں آسان اور سیرالتعمیل امور سیٹھے ہوئے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہ حنفی کی سہولیات ضرب المثل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ فقہ حنفی کی سہولیات کا اندازہ ذیل کے مسائل سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

فقہ حنفی میں رنگ، کاپڑ، بلور اور عقیق کے برتنوں کا استعمال جائز ہے | **فقہ حنفی کی سہولیات**
پشمینہ، امور، پوستین وغیرہ کا استعمال جائز ہے اور انہیں پہن کر نماز بھی جائز ہے۔ ایسے تمام ظروف جن پر چاندی کا کام ہوا ہو، ان کا استعمال بھی جائز ہے۔ ”بیع بالمعاطاة“ یعنی خرید و فروخت کا عام طریقہ کہ

جس میں بیع و شریٰ کی وضاحت نہیں ہوتی، وہ بھی جائز ہے۔ حالانکہ فقہ شافعی میں یہ تمام چیزیں ناجائز ہیں۔۔۔۔۔ ان چند مثالوں سے واضح کرنا یہ مقصود ہے کہ فقہ حنفی دیگر فقہوں کی طرح تنگ اور سخت گیر نہیں ہے۔

بچھڑا سبب غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کرنا

یہاں یہ امر واضح کر دوں کہ جہاں تک فقہ حنفی کے احکام و مسائل پر فرداً فرداً یا جزء جزء کسی تفصیلی بحث کا تعلق ہے تو اس کے لیے نہ وقت مُساعد ہے اور نہ ہی یہ مختصر مضمون اس قطوبل کا متحمل ہے۔ تاہم غیر مسلم اقلیتوں کے ضمن میں دو چار امور ضرور ذکر کرونگا تاکہ فقہ حنفی کی یہ خصوصیت بھی اس کی جامعیت پر دال ہو سکے۔

اولاً یہ کہ فقہ حنفی میں ذمیوں کا خون، مسلمانوں کے خون کے برابر ہے۔ یعنی اگر کوئی مسلمان کسی ذمی کے قتلِ عمد کا مجرم ہے تو قاتل پر ویسا ہی قصاص لازم آئے گا، جیسا کسی مسلمان کے خون پر آتا ہے۔ نیز اگر کوئی مسلمان کسی ذمی کے قتلِ خطاء کا مرتکب ہو تو جو با اس پر

ذیت ویسی ہی لازم آئے گی، جیسی کسی مسلمان کے خون پر لازم آتی ہے۔ یہ عقوبات کے ضمن میں قتل، قصاص اور ذیت پر مشتمل وہ احکام ہیں، جو مسلم حکومتوں میں عملاً نافذ رہے۔

ثانیاً یہ کہ فقہ حنفی میں ذمیوں کو تجارت کے انتخاب میں بالکل ویسی ہی آزادی حاصل ہے، جیسی کسی مسلمان کو حاصل ہوتی ہے، نیز ان پر شرح ٹیکس بھی وہی ہے، جو شرح ٹیکس مسلمانوں پر ہے۔ یہ معاملات کے ضمن میں وہ قانون تجارت ہے جس میں مسلم و ذمی کے مابین کوئی فرق و امتیاز قائم نہ کیا گیا۔

ثالثاً یہ کہ جزیہ، جو دراصل ذمیوں کی محافظت کا ٹیکس ہے۔ فقہ حنفی میں اس کی شرح ذمیوں کی مالی پوزیشن کے مطابق مقرر کی جاتی ہے، نیز اگر وہ تادار ہوں اور جزیہ ادا کیے بغیر مرجائیں تو ان کے وارثین پر سے اُس جزیہ کی ادائیگی ساقط ہو جاتی ہے۔

رابعاً یہ کہ ذمیوں کے تمام معاملات ان کی شریعت کے مطابق فیصل ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر کوئی مجوسی اپنی بیٹی سے نکاح کر لے تو حکومت وقت اُسے صحیح تسلیم کرتی ہے اور ذمیوں کی شہادت ان کے باہمی مقدمات میں قبول کرتی ہے۔

الغرض یہ اور اس قبیل کے مستند احکام، جن سے صاف ظاہر ہوتا

ہے کہ فقہ حنفی میں بالعموم ذمیوں کو وہی حقوق دیئے گئے ہیں جو عموماً مسلمانوں کو حاصل ہوتے ہیں۔ اس لئے نتیجے کے طور پر کہا جاسکتا ہے کہ فقہ حنفی واحد فقہ ہے جس نے غیر مسلم اقلیتوں کو نہایت فراخ دلی سے حقوق و مراعات سے نوازا ہے۔ اور اس کے احکام صرف مسئلوں کے بیان تک ہی نہیں بلکہ وہ متعدد ممالک میں عملاً نافذ بھی رہے ہیں۔ پس کسی غیر مسلم اقلیت کو ہم سے یہ اندیشہ ہرگز نہیں ہونا چاہیئے کہ ہم اُن کے شخصی معاملات میں اپنے فقہ کو بالجبر نافذ کریں گے۔ خدا نہ کرے کہ وہ عمدہ قوانین جو ہمیں ہمارے فقہ نے فراہم کیئے ہیں، ہم اُس کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوں!

سوال سبب

اقوامِ عالم کی رعایت کرنا

المختصر تتمہ کے طور پر عرض کروں گا کہ فقہ حنفی کی جامعیت کا اس سے بڑھ کر ثبوت کیا ہو گا کہ وہ اقوامِ عالم کے مزاج کی بھرپور رعایت کرتا ہے۔ نیز ضروریاتِ زمانہ کے تحت انسانی زندگی میں جو تغیر رونما ہوتا رہتا ہے، اُس تغیر کا پورے طور سے خیال کرتا ہے۔ یہی وجہ

ہے کہ فقہ حنفی شروع سے اب تک بیشتر مسلم آبادی کا فقہی قانون رہا ہے۔ اس خیال کو بالفاظِ دیگر یوں کہا جاسکتا ہے کہ ربِّ العلّیین کی ربوبیت اور رحمتِ اللّعلّیین کی رحمت کا وسیع مظاہرہ جتنا اس فقہ میں ہے اتنا کہیں بھی نہیں۔ اس کا دامنِ احکام انسانی کمزوریوں کو دیکھ کر سُکھتا نہیں بلکہ دراز سے دراز تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ دینی اسرار و رموز کے ساتھ دنیوی معاملات کی غرض و غایت سے پوری طرح واقف ہونے میں اپنے تمام ہم عصروں میں ممتاز تھے۔ کاروبارِ تجارت، نیز اُس کی وسعت اور ملکی سیاست نے انہیں تقریباً ہر قسم کے معاملات، ضرورتوں کا اندازہ شناس بنا دیا تھا۔ پھر عبادات، معاملات اور عقوبات کے سلسلے میں مختلف اطراف سے روز بروز سینکڑوں پیچیدہ الجھنیں اُن کے پاس بصورتِ استفتاء آتی تھیں، وہ بھی اُن کی وسعت، فکر و تفقہ کا باعث بنتی تھیں۔ فقہ حنفی کی ترتیب و تدوین سے قبل جو فقہی مسائل و احکام ہمیں ملتے ہیں، وہ زمانے کی وسعتوں اور نزاکتوں سے خالی نظر آتے ہیں۔ ہاں وہ فقہ حنفی ہی ہے کہ جس نے بین الاقوامی سطح پر معاہدوں کی مضبوطی اور پائیداری کے قاعدے مضبوط کیے، تحریری دستاویزات کے اُصول قائم کیے، اداۓ شہادت کے ضمن میں قوانین مقرر کیے۔ مثلاً قانونِ ملکیت اراضی کے تحت مسلمانوں

کو یہ اصول دیا کہ جب کسی زمین کا دعویٰ عدالت میں پیش کیا جائے تو ضروری ہے کہ عرضی دعویٰ میں زمین کا محل بتایا جائے، اُس کی حدود اربعہ دکھائی جائیں، نیز اُس کی حیثیت و صورت کی ہر ممکن تفصیل پیش کی جائے وغیرہ وغیرہ۔

الغرض یہ ہیں وہ چند مسائل و احکام جن کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ تو اسی وقت ہو سکتا ہے جب فقہ حنفی کے کسی باب کا تفصیلی و تحقیقی جائزہ لیا جائے۔ افسوس کہ وقت کی تنگ دامانی ہماری راہ میں مانع ہے، مگر نہ ہم کسی ایک باب پر ضرور کھل کر گفتگو کرتے اور ثبات کرتے کہ جس مُقتضیٰ نے قرآن و سنت اور آثارِ صحابہ سے مستنبط و مستخرج اصولوں اور ضابطوں کی مدد سے بیشتر مسئلوں کی ایسی تشریح کی ہو، بالیقین وہ قانونِ تمدن کا سب سے بڑا نکتہ شناس اور اس وصف کا مستحق ہے کہ اُسے امامِ اعظم کہا جائے اور اس امر کا سنراوار بھی کہ اُس کی فقہ نافذ ہو۔

فقہ حنفی اور پاکستان میں اس کا نفاذ

آج جب پاکستان میں فقہ حنفی کے نفاذ کا مطالبہ کیا جاتا ہے

تو بعض حضرات کی جانب سے یہ مسئلہ بڑے شد و مد سے اٹھایا جاتا ہے کہ پاکستان میں حنفیوں کے علاوہ اور لوگ بھی بستے ہیں تو آخر فقہ حنفی ہی کیوں؟ — معلوم نہیں یہ مسئلہ اٹھانے والے کیوں نہیں سمجھتے کہ چونکہ پاکستان کے مسلمانوں کی اکثریت حنفی ہے لہذا از روئے انصاف جن لوگوں کی اکثریت ہو حکومت و قانون سازی کا حق بھی بہر حال انہی کو حاصل ہونا چاہیئے اور یہی صورت قابل عمل بھی ہے۔ لہذا فقہی اختلافات کو فقہ حنفی کی تنفیذ میں بہانہ نہیں بنایا جاسکتا۔ رہا یہ امر کہ پھر وہ لوگ جو غیر حنفی ہیں، اُن کی پوزیشن کیا ہوگی؟ — تو جواباً عرض ہے کہ ایسے لوگ جو فقہ حنفی کے پیرو نہیں ہیں، اُن پر ”پرنسپل لاء“ کی حد تک اُن کا فقہ جاری کیا جائے گا، خواہ وہ فقہ مالکی کے پیرو ہوں یا فقہ شافعی کے، فقہ حنبلی کے مقلد ہوں یا فقہ جعفری کے۔ اور یہ اُن کا حق سے بھی ہے جو بہر حال انہیں ضرور ملنا چاہیئے۔ لیکن ”پبلک لاء“ البتہ وہی ہوگا اور ہونا بھی چاہیئے کہ جو فقہی اعتبار سے مبنی بر اکثریت ہو۔

وما علینا الا البلاغ ۵

شعبہ نشر و اشاعت کا آغاز

جامع مسجد فاروقی شاہ فیصل کالونی نمبر ۳۔ کراچی نمبر ۲۵ نے اسلام کے آفاقی پیغام کو حسبِ مقتدرت عام کرنے کے لئے شعبہ نشر و اشاعت کا اجراء کیا ہے۔ جس کا ہدف اسلام کے علمی و عملی، فکری و اعتقادی، روحانی و انقلابی، دینی و مذہبی پہلوؤں پر مشتمل کتب و رسائل، مقالات و مضامین کا شیوع ہے۔ اس سلسلے میں نوجوان اسکالر حافظ محمد شکیل ادج کی گرانقدر تحریرات و خدمات حاصل کر لی گئی ہیں جو وفاقی گورنمنٹ اردو کالج میں شعبہ علوم اسلامی کے اُستاذ ہیں۔ حافظ صاحب کا یہ مقالہ اس سلسلہ کی اولین کڑی ہے۔

معراج احمد خان

سربراہ شعبہ نشر و اشاعت

شاہ فیصل کالونی ۳ کراچی ۲۵

حافظ محمد شکیل اوج کی دیگر تحریرات

- عشق مصطفیٰ سے نظام مصطفیٰ تک
- زکوٰۃ کے قرآنی معارف
- قرآن کا انقلابی فکر و فلسفہ
- فلسفہ موت و حیات
- قانون ازدواج کے مقاصد
- مہر کا شرعی مسئلہ اور اس کی حکمت و فلسفہ
- اسلام کا قانون طلاق
- عدت کی شرعی حیثیت اور اس کا فلسفہ
- اسلام کا قانون انفاق
- بیۃ القدر قرآن کے آئینے میں
- شراب اور جُؤا (از روئے قرآن حکیم)
- قسم کی شرعی حیثیت
- مقصود قربانی
- مسئلہ نسخ قرآن
- معراج البنی

- قرین حسن کا مفہوم
- طالت و جالوت
- درجات انبیاء
- شفاعت مصطفیٰ (قرآن و حدیث کے بیان میں)
- حیات بعد الموت کا قرآنی تصور
- آیۃ الکرسی کے معارف
- تصوف کی حقیقت
- ہندوستان میں سلسلہ چشتیہ کی تاریخ کا اجمالی جائزہ
- بارگاہِ غوثیت میں اعلیٰ حضرت

ملنے کے تے

- ① شعبہ نشر و اشاعت جامع مسجد فاروقی شاہ فیصل کالونی ۳۲- کراچی ۲۵
- ② مدرسہ منہاج القرآن ہاجرہ آباد شاہ فیصل کالونی ۳۲- کراچی ۲۵
- ③ حنیف بک سیرز، مین بازار شاہ فیصل کالونی ۱- کراچی ۲۵
- ④ انجمن ترقی نعت اے۔ ۸ روٹن آباد شاہ فیصل کالونی ۵- کراچی
- ⑤ مکتبہ انجمن ۲۰ ہیمانی مینشن بالمقابل بلدیہ ایم اے جناح روڈ کراچی
- ⑥ مکتبہ رضویہ آرام باغ، گکاری کھاتا کراچی
- ⑦ مکتبہ فریدی بابائے اردو روڈ، کراچی
- ⑧ دفتر ماہنامہ استقامت منیجر استقامت ۳۳/۸۸ ریل بازار کانپور
- ⑨ دارالکتب حنفیہ کھارادر، کراچی۔ بھارت

⑩ PROF. DR. HANIF AKHTAR FATMI, PRESIDENT, ISLAMIC

PHILOSOPHICAL SOCIETY,

LONDON 33, CLAIRVIE ROAD LONDON SW 16 6 TX.

⑪ SUNNY RAZVI SOCIETY INTERNATIONAL, 28, bis, SIR
EDGAR LAURENT STREET, PORT LOUIS, MAURITIUS.

⑫ I SIK KITA BEYI. P.K. FATEH. ISTAMBOL, TURKEY

عروسِ البلاد کراچی میں عصر حاضر کے نایہ ناز اسکا

مفسر قرآن پروفیسر ڈاکٹر

محمد طاہر الفتادری ^{مظلہ}

کتابتِ درسِ قرآن

ہر انگریزی ماہ کے آخری اتوار کو بعد نماز مغرب

مقام جامع مسجد حانیہ طارق روڈ کراچی
میں منعقد ہوتا ہے !



صلائے عام ؎ یارانِ نکتہ دان کیلئے



SHAZMUS

Weighing Enterprises.

IMPORTER & EXPORTER OF ELECTRO MECHANICAL EQUIPMENTS.
WEIGHING SCALES & GENERAL ORDER SUPPLIERS.



KARACHI
P.O. BOX No. 17694
2CB, 43 AL-FALAH SOCIETY
DRIG COLONY
TEL: 481609
KARACHI - PAKISTAN

HYDERABAD
H-5, SIDDIQ PLAZA
UNIT NO 8
LATIFABAD HYDERABAD
TEL: 83375

LAHORE
28P RIWAZ GARDEN
LAHORE - PAKISTAN